



سوال

(13) کم عمر لڑکی سے نکاح کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں پچھیس سالہ نوجوان ہوں اور ایک اچھے گھرانے کی لڑکی سے تعارف ہوا ہے۔ میری خواہش ہے کہ میں اس سے منگنی کر لوں لیکن مشکل یہ ہے کہ لڑکی ابھی تک پھوٹی ہے اور اس کی عمر صرف تیرہ برس ہے، تو کیا اخلاقی طور پر اس کے بارے میں سوچا جاسکتا ہے اور اس سے شادی کی جاسکتی ہے؟ اور کیا دینی، معاشرتی اور قانونی طور پر ہماری عمر کا فرق قابل قبول ہوگا؟

فرض کریں اگر شادی ہو جاتی ہے تو یہاں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ کنواری لڑکی سے تو شادی پر اس کی رضامندی حاصل کی جاتی ہے لیکن ایک تیرہ برس کی لڑکی ایسا فیصلہ کرنے پر قادر ہوگی اور کیا اسلام اس طرح کی شادی کی اجازت دیتا ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

آپ دونوں کے درمیان عمر کے اس فرق کے باوجود اس لڑکی سے شادی کرنے میں کوئی حرج نہیں، اہم چیز یہ ہے کہ وہ لڑکی دین دار اور اچھے اخلاق کی مالک ہونی چاہیے۔ نکاح کے معاملے میں یہی چیز مطلوب ہے اور شریعت بھی اسی کا حکم دیتی ہے اور اسی سے رضامندی و موافقت اور ان شاء اللہ سعادت مندی کا حصول بھی ہوگا۔ پھوٹی بچی سے شادی کی صحت پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے۔

وَأُولَاتِ الْأَحْمَالِ أَجْلُنَّ مَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ۚ ... الطلاق

اور تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں ان کے معاملہ میں اگر تم لوگوں کو کوئی شک لاحق ہے تو (تمہیں معلوم ہو کہ) ان کی عدت تین مہینے ہے اور یہی حکم ان کا ہے جنہیں ابھی حیض نہ آیا ہو اور حاملہ عورتوں کی عدت کی حد یہ ہے کہ ان کا وضع حمل ہو جائے جو شخص اللہ سے ڈرے اُس کے معاملہ میں وہ سہولت پیدا کر دیتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جنہیں کم عمری کی بنا پر حیض نہیں آیا ان کی عدت تین ماہ مقرر کی ہے اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ عدت تو نکاح کے بعد طلاق کی وجہ سے ہوتی ہے؟ جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی شادی بھی ہو سکتی ہے اور پھر اسے طلاق بھی دی جاسکتی ہے۔

نیز نبی کریم ﷺ نے عائشہؓ سے پچھ برس کی عمر میں شادی کی تھی اور جب وہ نو برس کی ہوئیں تو ان کی رخصتی ہوئی تھی اور نبی ﷺ اس وقت پچاس برس سے متجاوز تھے۔



امام بخاری اور امام مسلم نے عائشہؓ سے بیان کیا ہے وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میرے ساتھ چھ برس کی عمر میں شادی کی اور مجھ سے نو برس کی عمر میں بنا (یعنی ہم بستری) کی۔ (بخاری: 3894، کتاب النکاح: باب تزویج النبی عائشہ وقدومها المدينة وبناتہ ہا، مسلم: 1422، کتاب النکاح: باب تزویج الأب البکرا الصغیرة)

اور جس لڑکی کی عمر تیرہ برس ہو اس بات کا احتمال ہے کہ وہ تو بالغ بھی ہو چکی ہو، تو جب وہ بالغ ہے پھر علمائے کرام کا صحیح قول یہی ہے کہ شادی میں اس کی رضامندی شرط ہوگی کیونکہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی شوہر دیدہ کی شادی اس کے مشورے کے بغیر نہ کی جائے اور نہ ہی کسی کنواری کی شادی اس کی اجازت کے بغیر کی جائے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کی اجازت کیسے ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہ وہ خاموش رہے۔

(بخاری: 5136، کتاب النکاح: باب لا یشیح الأب وغیرہ البکر والشیب للإبرضا، أبو داؤد: 2094، ترمذی: 1109، نسائی: 8716، ابن ماجہ: 1871، بیہقی: 120/7)

اور اگر وہ لڑکی بالغ نہیں ہوتی تو اس کے والد کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس کی شادی کر دے اور اس کے لیے اس سے اجازت حاصل کرنی لازم نہیں ہوگی۔

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”پھوٹی کنواری بچی کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں (یعنی اس کا والد اس کی شادی کرنے کا اختیار رکھتا ہے خواہ وہ اسے ناپسند ہی کرتی ہو۔“

امام ابن منذر نے کہا ہے کہ

”اہل علم میں سے جن کے متعلق بھی ہمیں علم ہے وہ سب اس بات پر متفق ہیں اور ان کا اجماع ہے کہ پھوٹی کنواری لڑکی کا نکاح اس کا والد کر سکتا ہے اور جب والد اپنی پھوٹی بچی کی اس کے کفو اور مناسب لڑکے سے شادی کر دے تو بچی کی ناپسندیدگی اور انکار کرنے کے باوجود والد کے لیے اس کی شادی کرنا جائز ہے۔“

(المغنی لابن قدامہ: 398/9)

لیکن امام احمد رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو لڑکی نو برس کی ہو جائے تو وہ بالغ لڑکی کے حکم میں ہوگی اور اس سے اجازت حاصل کرنا واجب ہے تو اس لیے اگر والد احتیاط سے کام لے اور اس سے اجازت حاصل کر لے تو یہ بہتر اور بھلا ہے۔

(المغنی لابن قدامہ: 398/9-405)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ نکاح و طلاق

سلسلہ فتاویٰ عرب علماء 4



مجلس البحث والدراسات
الاسلامية
محدث فتوى

صفحه نمبر 51

محدث فتوى